قربانی کا ثواب

حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا ورضوانہ سے روایت ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ :—

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولادِ آدمؑ کا دسویں ذوالحجہ کو سب سے محبوب عمل خون بہانا ہے۔ قربانی کا جانور قیامت کے روز اپنے سینگوں، بالوں اور سموں سمیت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا — قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل کر لیتا ہے (بشرطیکہ قربانی خلوص سے کی گئی ہو) پس اے لوگو! تم قربانی کے ذریعے اپنی رُوح کی مسرّتوں کا سامان کرو!"

(حدیث نبویؐ)

۹ اکتوبر ۱۹۸۱ء

ہدیہ: ڈیڑھ روپیہ

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح — حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ تعالیٰ

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَّالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يُرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ ○ (رواہ مسلم)

ترجمہ: سمرہؓ بن جندب اور مغیرہؓ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری نسبت ایسی روایت بیان کرے جسے وہ جھوٹا سمجھتا ہے وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

تشریح: جس شخص کو معلوم بھی ہو کہ جو روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر رہا ہوں وہ جھوٹی ہے اُسے جھوٹوں میں کیوں نہ شمار کیا جائے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ۔ (متفق علیہ)

معاویہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ دیتا ہے سوائے اس کے نہیں میں تو تقسیم کرنے والا ہوں۔ دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔

تشریح: میں تو ہر ایک کے مناسب حال تعلیم دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے تم میں سے اُسے سمجھنے کی توفیق دیتا ہے۔ (کرمانی)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا (رواہ مسلم)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمیوں کی بھی کانیں ہیں جیسے سونے چاندی کی کانیں۔ جو جاہلیت کے زمانہ میں بہتر ہوں اسلام لانے کے بعد بھی بہتر ہیں جب علم دین سیکھ لیں۔

تشریح: جس طرح کانوں سے مختلف قسم کے جواہرات نکلتے ہیں۔ اسی طرح انسانوں کے وجود سے بھی عجیب طرح کے علوم اور حکمتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ جو شخص اسلام لانے سے پہلے بااخلاق اور شریف تھا وہ اسلام لانے کے بعد بھی معزز ہوگا۔ بشرطیکہ دینِ الٰہی کا عالم ہو جائے جس پر اسلام میں عزت کا دارومدار ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ۔ (متفق علیہ)

عثمانؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا۔ اس کے گناہ اس کے بدن سے نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

تشریح: بدن کے اعضا کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف صرف کرنے کا نام گناہ ہے جو شخص اپنے اعضاء کو اس نیے دھو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف فرمائے یہ ایک لحاظ سے عملی طور پر

(باقی ١٢ پر)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ٢٧ ✣ شمارہ ١٥
١٠ ذوالحجہ ١٤٠١ھ ✣ ٩ اکتوبر ١٩٨١ء

اس شمارہ میں

رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم
مولوی محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل	سالانہ -/٦٠، ششماہی -/٣٠
اشتراک	سہ ماہی -/١٥، فی پرچہ ١/٥٠

پبلشر مولانا عبید اللہ انور ... پرنٹر ... مطبع ... موری گیٹ لاہور

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر....

پاکستان کے ایک معروف اور نامور سیاست دان چودھری ظہور الٰہی صاحب شہید ہو گئے۔ گزشتہ جمعہ کو یہ واقعہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے علاقہ میں پیش آیا۔ جس طرح واقعہ پیش آیا اور اس کے بعد جو واقعات رونما ہوتے ان کی تفصیلات قومی پریس کے ذریعے سامنے آ چکی ہیں، لاہور اور گجرات میں مرحوم کے عظیم الشان جنازے ہوئے ملک کے ہر شریف شہری نے اس صدمہ کی شدت کو محسوس کیا اور اب ہر زبان پر ایک ہی سوال ہے کہ چودھری صاحب کے قاتل کب کیفرِ کردار کو پہنچیں گے؟

جہاں تک چودھری صاحب مرحوم کا تعلق ہے ان کے افکار و نظریات سے بہتوں کو اختلاف رہا اور اس میں کوئی قباحت بھی نہیں لیکن ان کی بعض خوبیاں ایسی تھیں جن کا ہر کوئی معترف ہے۔ وہ بلاشبہ ایک غریب گھرانے کے فرد تھے اور اب ان کا شمار مالی اعتبار سے بہت بڑے لوگوں میں ہوتا تھا لیکن واقفانِ حال کہتے ہیں کہ اس میں ان کی محنت و کاوش کو زبردست دخل تھا اور جب کوئی محنت کرتا ہے تو خدا اسے ضرور اجر دیتا ہے۔ ہم نے کم از کم یہ بات تواتر سے سنی کہ وہ بہت مخیّر تھے۔ اور ضرورتمندوں کے اس طرح کام آتے تھے کہ ان کی عزت نفس مجروح نہ ہو——اتنا بڑا دولت مند ہونے کے باوجود یہ بات ہم نے خود دیکھی کہ ان میں نخوت نہ تھی، غرور نہ تھا۔ ملک کے مختلف حصوں کے بے ننگ و نام وڈیروں کے برعکس ان میں انسانی خوبیاں بطریقِ اتم موجود تھیں۔ ملک کی اجتماعی زندگی میں شرافت، خدا خوفی، اعتدال و توازن اور جرأت و بہادری کا وہ جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ ان کے قتل کی خبر سے ملک میں جو کہرام مچا وہ بلاوجہ نہ تھا ان کی شرافت و نیکی اس کا سب سے بڑا سبب تھا۔

وہ اب وہاں جا چکے ہیں جہاں سے پلٹ کر کوئی نہیں آیا۔ لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ یہ جانا ایسا ہے جو "صاحب نصیب" لوگوں کا ہی مقدر

ہونا ہے ——— ایسے ہی لوگ ہیں جن کے متعلق خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا ہے کہ "وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں"۔ عالم برزخ میں وہ قدرتی نعمتیں ایسے لوگوں کو ملتی ہیں جن کا اس دنیا کے لوگ تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ ہمیں امید قوی ہے کہ ان کے رب نے ان کے ساتھ اپنی رحمت خاصہ کا معاملہ فرمایا ہوگا کیونکہ وہ اس قبیلہ عشاق سے تعلق رکھتے تھے جو خدا کے سوا کسی کو مختارکار اور نفع و نقصان کا مالک نہیں سمجھتے، جو خدا کے سوا کسی کے آستانہ پر جھکنا انسانیت کی توہین سمجھتے ہیں ——— انہوں نے ایک مخلص مسلمان اور موحد کی طرح زندگی گذاری اور بالآخر مرتبہ شہادت پہ فائز ہوکر اپنے رب کے حضور سرخرو ہو گئے۔ فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

ہم سوچتے ہیں کہ اتنے دن گذر جانے کے باوجود اتنے اہم انسان کے قاتل کیوں نہیں پکڑے گئے؟ وہ اڑ کر آسمان پر چلے گئے یا انہیں زمین کھا گئی؟ اس ملک میں اس قسم کے واقعات بہت ہو چکے ہیں اور بالعموم یہی دیکھا گیا کہ "قاتل" نو دو گیارہ ہو گئے ——— خان لیاقت علی خان کے ساتھ بھرے مجمع میں جو کچھ ہوا اور جس طرح ایک انتظامی افسرِ اعلیٰ نے قاتل کو گولی مار دی اور اس دَور کے وڈیرے جس طرح اپنے مشوروں میں مشغول رہے اس المیہ سے اس ملک کا بچہ بچہ واقف ہے ——— ڈاکٹر خان صاحب اسی طرح گئے، ایک پٹواری کے گلے میں پھندا فِٹ کر دیا گیا اصل ہاتھ جوں کے توں رہے۔ پچھلے تاریک دَور میں مولانا شمس الدین خان عبدالصمد اچکزئی، ڈاکٹر نذیر احمد، عطاء اللہ مینگل کا لڑکا اور خدا معلوم کتنے ورکر اور رہنما اس صورتِ حال کا شکار ہوئے لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ ۵۳ء اور ۷۴ء کی تحاریک ختم نبوت اور ۷۷ء کی تحریک نظامِ شریعت کے ہزاروں شہداء کے قاتل یونہی دندناتے پھرتے رہے۔ یہ الگ بات ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کی بے آواز لاٹھی نے ان واقعات کے ذمہ دار لوگوں کو نشانِ عبرت بنا دیا لیکن سوال تو قانون کا ہے، اس کے محافظوں کا ہے کہ ان کا کردار کیا رہا؟ ——— خدا کرے چودھری صاحب کے قاتل جلد سے جلد پکڑے جائیں اور کیفر کردار تک پہنچیں

——— خداوندانِ ملک غور کریں۔ اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔

ہم دل کی گہرائیوں کے ساتھ بارِ دیگر چودھری صاحب کے رفعِ درجات کے لئے دعا گو ہیں۔ ان کے بھائی غمزدہ اہلیہ، بچوں، بچیوں، دوسرے متعلقین اور دوست احباب سب کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور اس غم کو اپنا غم سمجھتے ہوئے چودھری صاحب کے صاحبزادوں اور ورثاء سے بالخصوص توقع رکھیں گے کہ وہ اپنے عظیم سربراہ خاندان کی انسانی روایات کو زندہ و تابندہ رکھیں گے۔

شریکِ غم : علوی

لواری کا حج ؟

سندھ کی ایک جگہ "لواری" کے مقام پر عین ایام حج میں اعمال و افعال حج کی ادائیگی کا مکروہ طریقہ اختیار کرنے والے لوگوں کے خلاف ہمارے بزرگ محترم مولانا محمد صادق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کراچی اور دوسرے علماء حق کی مساعی رنگ لائی اور چیف کورٹ سندھ نے اس پر پابندی لگا دی۔ یہ پابندی عین دین تھی اور ہے اسے بہر طور برقرار رہنا چاہیئے۔ شنید یہ ہے کہ بعض بندگانِ ہوس اس پابندی کو ختم کرانا چاہتے ہیں تاکہ ان کا کاروبار جو ختم ہو چکا ہے دوبارہ شروع ہو سکے اور شاید اس طرح انہیں "سیاسی مفادات" بھی حاصل ہو سکیں۔ اگر اس دَور میں جبکہ اسلام کا

(باقی ۱۲ پر)

اسلام میں قربانی کی اہمیت

حضرتُ الاِمام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

قربانی کی ابتداء

قرآن مجید کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السّلام کے وقت سے ہی اللہ تعالیٰ کے لیئے قربانی کرنے کی مبارک رسم قائم ہوئی ہے قولہ تعالیٰ؛ واتل علیھم نبا ابنی اٰدم بالحق۔ اذ قرّبا قربانًا فتقبّل من احدھما ولم یتقبّل من الاخر۔ الایۃ

ترجمہ: ان لوگوں کو آدم علیہ السّلام کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنادے ان دونوں نے قربانی کی پھر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ سورہ مائدہ رکوع ۵

ابراہیمی قربانی

حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں، کہتے ہیں کہ یہی خواب تین رات دیکھتے رہے تیسرے دن بیٹے کو اطلاع دی۔ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی

ترجمہ؛ اے میرے بیٹے، بیشک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السّلام نے جواب دیا یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ اے ابا جو حکم آپکو ہوا ہے کر دیجئے سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ۔ مجھے آپ انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ فلمّا اسلما وتلّہٗ للجبین وناد ینہ ان یّا ابراھیم قد صدّقت الرّءیا۔ انّا کذٰلک نجزی المحسنین۔ انّ ھذا لھو البلاء المبین وفدینٰہ بذبحٍ عظیم۔

ترجمہ: پھر جب دونوں نے تسلیم کرلیا۔ اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا اور ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم، تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ بیشک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں البتہ یہ صریح آزمائش ہے، اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا۔

ابراہیمی قربانی کے نتائج

۱۔ جب حصول رضاء الٰہی کے لیئے بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہو گئے۔ تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریقِ اولیٰ کوئی عذر نہیں ہوگا۔

۲۔ جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لیئے تیار تھے تو مال قربان کر کے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ان کے لیئے کونسا مشکل کام ہوگا۔

۳۔ جب ان کے ہاں جان، اولاد اور مال رضاء الٰہی کے مقابلہ میں کچھ نہ تھا تو ان کی نظر میں حُبّ وطن محبتِ الٰہی کا کب مقابلہ کر سکتی تھی۔

۴۔ جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان، اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو اعزہ و اقربا کے تعلقات انہیں دروازہ الٰہی سے کب ہٹا سکتے تھے۔

۵۔ جب ان کی جان، اولاد اور اعزہ و اقربا اس دُرِّ یتیم رضاء الٰہی، پر قربان ہو چکے ہیں تو حُبّ بقیہ اسباب دنیا انہیں دروازۂ الٰہی سے کب ہٹا سکتے ہیں۔

تنبیہ

برادران اسلام: اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیئے کہ ہمیں بھی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی طرح ان نعمتوں سے مالامال فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

مُسلمانوں میں قربانی کا رواج

شریعتِ محمدیّہ میں ابراہیمی قُربانی کی یاد

شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے نسبی اور روحانی خلف الرشید ہیں۔ نسبی خلافت تو مُسلّم ہی ہے۔ روحانی خلافت کا بھی قرآن مجید میں اعلان ہے

قولہ تعالےٰ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ط

ترجمہ: بے شک ابراہیم علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو آپکا اتباع کرچکے اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔

چونکہ آپ نسبی اور روحانی طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جانشین ہیں اور ملتِ ابراہیمی ہی کی تجدید کے لیے آپ مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لیئے شریعت ابراہیمی کے احکام کا احیاء فرمائیں گے۔ اسی لیئے اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ہر سال ابراہیمی قربانی کی یاد تازہ کرائی جاتی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کا فرض ہے کہ عیدالاضحےٰ کے موقعہ پر قربانی کرتے وقت مذکورۃ الصدر نتائج کا دل میں ضرور خیال رکھیں اگر اس قربانی سے کوئی خاص اثر نہ لیا جائے تو محض جانور کا ذبح کرنا اور گوشت کھا لینا تو مقصود بالذات چیز نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماء ھا ولکن ینالہ التقوٰی منکم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں ان قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے لیکن اللہ تعالےٰ کے ہاں اس تقوےٰ کی قدر و قیمت ہے جو اس قربانی کرنے سے تمہارے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

قربانی کرنے کا نتیجہ کیا نکلیگا

مُسلمان دنیا میں فاتح ہونگے

اگر مُسلمان عیدِ قربان کو جذباتِ ابراہیمی کی یاد قرار دیں اور ہر سال شمعِ رضاءِ الٰہی پر پروانہ وار قربان ہونے کے لیئے دل و جان اور راہِر و باطن سے تیار رہیں۔ تو مالک الملک ذوالجلال والاکرام عز اسمہٗ و جلّ مجدہٗ ان کی پشت پناہ ہوگا۔ پھر ایسے سرفروش فدایانِ اِسلام کی جماعت جس میدان میں قدم رکھے گی۔ خُدا تعالیٰ ان کی حمایت کے لیئے زمین و آسمان کے لشکر بھیج دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جہاں جائینگے فتح و نصرت کا سہرا انہیں کے سر باندھا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ کی امداد و اعانت کی برکت سے کوئی قوم ان کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے گی۔ جو قوم مقابلہ پر آئے گی منہ کی کھا کر جائے گی۔

رازِ فتح اگر اصولِ مذہب سے قطع نظر کی جائے تو بھی عقلاً دنیا کے ہاں قاعدہ مُسلّم ہے کہ وحدت میں قوت اور انتشار میں ضعف اور کمزوری لازمی ہے۔ مثلاً کچے سُوت کی تاریں علیحدہ علیحدہ ہوں تو دو برس کا بچہ ایک ایک کو لے کر ٹکڑے کر سکتا ہے، لیکن انہی میں وحدت پیدا ہو جائے تو ایک طاقتور جوان بھی کپڑے کے ایک گز کو کھینچ کر دو ٹکڑے نہیں کر سکتا یا مثلاً اینٹیں بکھری ہوئی ہیں تو ان میں کوئی طاقت کوئی طاقت نہیں۔ اگر آپس میں مل کر کھڑی ہو جائیں تو مضبوط قلعہ بن جاتا ہے۔ بعینہ اِسلام اپنے متبعین کو ایک رشتۂ وحدت میں پرو دیتا اور وہ رشتہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسُول اللہ کا ہے۔ ساری دنیا کے مُسلمان چینی ہوں یا روسی پاکستانی ہوں یا جاپانی، عربی ہوں یا ترکی، ان سب کا

(۱) خدا ایک ہے۔ اللہ جلّ جلالہٗ

(۲) رسُول ایک ہے۔ مُحمّد رسُول اللہ

(۳) مذہب ایک ہے۔ اِسلام

(۴) دستور العمل ایک ہے۔ قرآن مجید

(۵) مرکز ایک ہے۔ بیت اللہ الحرام

اَلحَاصِل حاصل یہ ہے کہ اسلام نے رنگ و روپ، نسل و قوم، وطن و ملّت کے تمام امتیازات مٹا دیئے ہیں، کالے اور گورے، یہودی، نصرانی اور مجوسی سب کو انّما المومنون اخوۃ

ترجمہ: سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ کا سبق پڑھا دیا ہے

یہی وہ راز تھا جس نے مٹھی بھر انسانوں کو دنیا کا سرتاج بنا دیا تھا۔ جس نے دشمنان اسلام کو اسلام کا گرویدہ کر دیا تھا۔

واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

آخری عرضداشت

اگر آج بھی مسلمان بھولے ہوئے سبق وحدت کو پھر یاد کرلیں، حصول رضاء الٰہی کی خاطر ہر قربانی کے لیئے آمادہ ہو جائیں تو اللہ جل شانہٗ ان کی پشت پناہی کے لیے ہر میدان میں اترنے پر تیار ہے۔ ان کی ذلّت کو عزت اور پستی کو سرفرازی سے بدلنے کے لیئے حاضر ہے اس کا وعدہ ہے ان تنصر اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم) اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور دشمن کے مقابلہ میں تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا۔ یعنی تمہارے قدم جمے رہیں گے۔ اور بالآخر فتح پاؤ گے

مسائلِ ضروریہ

تکبیرات التشریق

۱۔ ذوالحج کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ط کہنا واجب ہے، عید کی نماز کے بعد بھی ایک مرتبہ تکبیر پڑھی جائے۔

۲۔ یہ تکبیر نماز کے بعد متصل پڑھے اگر سلام پھیر کر بات کر لی یا مسجد سے نکل گیا یا زور سے ہنس پڑا یا وضو ٹوٹ گیا تو تکبیر بھی ساقط ہو جائیگی۔

۳۔ جس کی ایک رکعت یا زائد جاتی رہی وہ اپنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد تکبیر کہے

۴۔ اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی تکبیر نہ چھوڑے، زور سے پڑھے تاکہ امام کو بھی یاد آ جائے وہ بھی پڑھ لے

قربانی کی فضیلت

۱۔ حضرت زیدؓ بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ قربانی کیا چیز ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا، کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سنت ہے، اور ہر ہر بال کے عوض نیکی ملتی ہے، قربانی کے خون کے پہلے قطرہ سے قربانی کرنے والے کے سب صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ قربانی کا خون گو زمین پر گرتا ہے۔ مگر خدا کی حفاظت میں رہتا ہے جو شخص ثواب کی نیت سے بخوشی قربانی کرے اس کے لیئے قربانی دوزخ کی آڑ بن جائے گی۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص باوجود وسعت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

قُربانی کے جانور کی عمر

۱۔ بکرا بکری سال بھر سے کم کی جائز نہیں ہے۔

۲۔ گائے اور بھینس دو سال سے کم کی جائز نہیں ہے

۳۔ اونٹ پانچ سال سے کم عمر والا جائز نہیں ہے۔

۴۔ بھیڑ اور دنبہ بھی ایک سال کا ہی ہونا چاہیئے۔ ہاں اگر اتنے موٹے تازے ہوں کہ سال بھر کے معلوم ہوں اور سال بھر والے بھیڑ اور دنبوں میں چھوڑ دیئے جائیں تو کچھ فرق معلوم نہ ہو۔ تو ایسے بھیڑ دنبے چھ ماہ کے بھی جائز ہیں۔

کھال کے مسائِل

۱۔ قربانی کی جانور کی کھال خیرات کر دے یا اس سے اپنی کوئی چیز بنوا لے

۲۔ قربانی کا گوشت یا کھال یا کھال کی قیمت قصائی کو اجرت میں دینا جائز نہیں ہے۔

وہ عیب جنکی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی۔

۱۔ وہ بکری جو خارش کی وجہ سے اس قدر دبلی ہو گئی ہو کہ اس کی ہڈیوں

(باقی ۱۲ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب ، علوی

دعا کے اثرات

پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :-
اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم -

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا - یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم - بخار کے لئے سب بزرگ یہی لکھ کر دیتے ہیں ، اسی آیت کو پانی پر دم کر کے پلاتے ہیں - اللہ تعالےٰ شفا عطا فرما دیتا ہے - مجھے چند دنوں سے بخار تھا کل سے طبیعت زیادہ خراب تھی - یہی آیت استعمال کی اللہ تعالےٰ نے کرم فرمایا ـــــ یقین کریں دعاؤں میں بڑا اثر ہے - اگر فوری اثر نہ ہو تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ قبول نہیں فرماتا یا سنتا نہیں -

اصل بات یہ ہے جو حضور علیہ السلام نے فرمائی ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا - اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز ہی کو پسند و قبول فرماتا ہے ـــــ انسان کا کام یہ ہے کہ وہ ظاہری طور پر اپنی بساط کی حد تک پاکیزگی و طہارت کا اہتمام کرے - حضور علیہ السلام نے طہارت و پاکیزگی کو دین کا حصّہ قرار دیا - الطھور شطر الایمان - جب انسان طہارت و نظافت کا اہتمام کر کے اللہ تعالےٰ کے حضور سر جھکاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس محنت اور اپنے کرم سے انسان کو باطنی طہارت و پاکیزگی سے سرفراز فرما دیتا ہے زکوٰۃ ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ مال کو پاک صاف فرما دیتا ہے - یہی معاملہ تمام اعمال کا ہے - نماز ، ذکر وغیرہ ان کا یہی مطلب ہے ان کے ذریعہ اللہ تعالےٰ سرفرازی و سربلندی نصیب فرماتے ہیں - ان اعمال کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اخلاق و کردار درست ہو جائیں ، ظاہری و باطنی پاکیزگی نصیب ہو جائے کہ یہی مقصود و مطلوب ہے -

بہر حال دعا کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ادعونی استجب لکم - تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا - کام ہو جائے تو سمجھیں کہ دعا قبول ہو گئی لیکن اگر کام نہ ہو ، فوری اثر ظاہر نہ ہو تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ دعا قبول نہیں ہوئی - اس کے صدقہ کوئی مصیبت ٹل سکتی ہے دنیا یا آخرت میں اس کا معاوضہ مل سکتا ہے - کوئی دعا رد نہیں ہوتی - کوئی عمل خیر اللہ تعالےٰ کے یہاں رائیگاں نہیں جاتا ، خدائے بزرگ و برتر سب کچھ قبول فرماتے ہیں رد نہیں ہوتی - تاہم اللہ تعالےٰ کی حکمتیں اور مصلحتیں اپنی جگہ ہیں وہ اپنی مصلحت و حکمت کے تحت جیسا چاہتا ہے کرتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اس دعا کا اثر کس طرح ظاہر ہونا چاہیئے - ؟ اس ضمن میں یاد آیا ـــــ سورۂ فاتحہ کے متعلق حدیث میں ہے لکل داءٍ شفاء - حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر بیماری کا علاج اس میں ہے اور یہ ہر بیماری کے لئے دوا ہے - ایک واقعہ حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت کہیں سفر میں تھی کسی بستی سے گذر ہوا وہاں کے سردار اور رئیس کو سانپ نے کاٹ لیا تھا لوگ پریشان تھے ان حضرات سے دعا اور دم وغیرہ کا پوچھا تو انہوں نے حامی بھر لی اور یہی سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اللہ کی قدرت وہ صحیح اور تندرست ہو گیا انہوں نے خاصی معقول خدمت کی - ان حضرات نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی اور سارا واقعہ بتلایا ـــــ حضور علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا کہ ہمارا حصّہ بھی لاؤ اور ساتھ ہی پوچھا کہ یہ تو بتلاؤ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا اور کیسے یقین آیا ؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے ہی تو فرمایا تھا کہ " سورہ فاتحہ ہر بیماری کا علاج ہے " ـــــ دیکھیں شفا تو اللہ تعالےٰ کی ذات دیتی ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقولہ ہے -

واذا مرضت فھو یشفین -

کہ میں جب بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالےٰ شفا عطا فرماتے ہیں -

دعاؤں کی تاثیر کے سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آیا ڈاکٹر زین العابدین مرحوم تھے بڑے نیک اور صالح ، مدینہ طیبہ میں انتقال کیا وہ یہاں آئے حضرت قدس سرہٗ سفر میں تھے انہوں نے جمعہ سے قبل تقریر کی اس میں فرمایا کہ میرا اپنا واقعہ ہے میں جرمنی میں تھا وہاں میرے استاد (غیر مسلم) کا بیٹا شدید بیمار ہو گیا - انہوں نے بڑا علاج کرایا - لیکن فرق نہ ہوا ، از حد پریشانی تھی حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ ایسا انجکشن دے دیا جائے کہ اس کی موت واقع ہو جائے کیونکہ اس کی تکلیف دیکھی نہیں جا رہی تھی ڈاکٹر صاحب کو بڑا افسوس ہوا کہ اس طرح بیچارے کی زندگی ختم کی جا رہی ہے انہوں نے اجازت چاہی کہ ایک دوا مجھے بھی استعمال کرا لینے دیں جب موقعہ ملا تو انہوں نے نہا دھو کر اجلے کپڑے پہن کر الگ سے کمرہ میں دوگانہ ادا کیا خدا کے حضور روئے گڑگڑائے پانی پڑھا اور اسے پلا دیا - وہ بالکل تندرست ہو گیا اب استاذ صاحب بجائے خوش ہونے کے ناراض ہو گئے - کہ جب یہ ایسی مؤثر دوا تھی تو پھر اتنی تاخیر کیوں کی ؟ وہ مُصر تھے کہ دوا بتلاؤ انہوں نے کہا کہ بتاؤں گا نہیں پھر تکلیف ہو جائے گی - انہوں نے کہا ضروری بتلاؤ کوئی بات نہیں چاہے تکلیف ہو جائے ہو جائے لیکن بتلاؤ ضرور ! پھر انہوں نے مجبور ہو کر بتلایا کہ میں نے سورہ فاتحہ پڑھی ، اور یہ ہمارے نبیؐ کا فرمان ہے - اس پر وہ بہت متاثر ہوئے - انہوں نے قرآن عزیز کی حقانیت و صداقت کا اعتراف کیا اور پھر وہ فرماتے تھے کہ لوگ آ جاتے ہیں میں اللہ تعالےٰ سے رو رو کر دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ ! میری زبان پلید ہے میں گنہگار ہوں لیکن تیرا کلام ہے اور تیرے نبی کا فرمان ہے ـــــ تو ہی ارحم الراحمین اور شفا بخشنے والا ہے موت مقدر نہ ہو تو اللہ تعالےٰ شفا بخش دیتے ہیں - اس پر ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ زبانی جمع خرچ " من " کے برابر ہو اس میں وہ اثر نہیں جو ایک تولہ عمل میں اثر ہے -

بات قلنا یا نار کونی سے چلی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے اولوالعزم پیغمبر تھے - قرآن کی ۲۵ سورتوں میں ۲۵ مقامات پر انکا ذکر ہے - ان حنیت کی وجہ ان کی ہر آزمائش زندگی ہے جس میں وہ ہر طرح کامیاب و کامران ہوئے - خدا نے ان کو امام بنایا اور یہ حج و قربانی کے اعمال انہی کی سنت ہے ، ان کی دعاؤں کا قرآن میں ذکر ہے جن پر ایک خطبہ جمعہ میں گفتگو ہو چکی ہے - اسی ضمن میں آج دعا پر گفتگو ہو گئی اور یہ باتیں سامنے آ گئیں -

اللہ تعالےٰ ہمیں پاکیزگی و طہارت اور خلوص و استقامت کی زندگی بخشے -

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین -

خطبہ جمعہ

ضبط وترتیب : علوی

قربانی ، دیوانگانِ عشق کا دستور

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدّظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمن الرحیم :۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا ...... وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ○

صدق اللہ العظیم (سورۃ الحج ۳۴ تا ۳۷)

محترم حضرات و معزز خواتین!

سورۂ حج کی جو چند آیات آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہیں ان میں بنیادی طور پر مسئلہ قربانی کو ذکر کیا گیا ہے۔ سن ہجری کا بارھواں مہینہ "ذوالحجہ" شروع ہو چکا ہے۔ اس مہینہ میں اللہ تعالٰی کے لاکھوں بندے خدا کے اولین گھر "بیت اللہ الحرام" کی زیارت و طواف کو جاتے اور اس کے اردگرد وہ مختلف اعمال و مناسک ادا کرتے ہیں جنہیں مناسک حج کہا جاتا ہے۔ بیت اللہ کا طواف، مقام ابراہیم پر نوافل، حجرِ اسود کی تقبیل، ملتزم سے پٹنا، صفا و مروہ کی سعی، عرفات کا قیام، مزدلفہ کی حاضری، جمرات کی رمی، منیٰ میں جانا اور قربانی کرنا ـــــ اور یہ سب اس حال میں ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح کے جنون کا شکار نظر آتا ہے۔ لاکھوں بندے ایک سا لباس پہن کر دیوانگی کے عالم میں مخصوص کلمات دہراتے اِدھر سے اُدھر بھاگتے ہیں، ان کی چیخیں، ان کا چلّانا، رونا اور آنسو بہانا عجیب منظر پیدا کرتا ہے۔ دانشورانِ جہان اسے دیوانگی کہتے ہیں، مال و دولت کا ضیاع کہتے ہیں لیکن لھم قلوب لا یفقھون بھا کے مصداق ان لوگوں کو کیا پتہ ہے کہ جو چیز تمہارے نزدیک دیوانگی ہے فی الحقیقت وہی فرزانگی ہے۔ ارے تم عقل کی باتیں کرتے ہو عقل تو منزل پر پہنچنے میں ہمیشہ رکاوٹ بنتی ہے۔ وہ عشق ہے جو آتش نمرود میں بے خطر کود پڑتا ہے اور اس طرح منزل مراد پر پہنچ جاتا ہے۔

قربانی

ان ایام میں یعنی ایام تشریق میں ان اعمال و مناسک حج کے علاوہ "قربانی" کا بھی ایک عمل ہوتا ہے جو لوگ بخت واتفاق سے وہاں پہنچ جاتے ہیں تو وہ قربانی کرتے ہی ہیں دنیا بھر میں جہاں مسلمان ہیں اور ان میں سے جو جو صاحبِ استطاعت و ہمت ہیں وہ بھی ایسا کرتے ہیں۔ مسلمان جو اپنے دین کے اعتبار سے بڑا رحمدل ہے اس کا عشق و جنوں ان ایام میں اسے "خون بہانے" میں مزہ دیتا ہے وہ عجیب کیفیات و احساسات کے ساتھ جانوروں کے حلقوم کاٹتا خون بہاتا اور مزے لیتا ہے وہ جب ایسا کرتا ہے تو اس کی نظروں کے سامنے ہزاروں برس پہلے کا وہ واقعہ ہوتا ہے جب خدا کا ایک بندہ خواب میں اشارہ پا کر اپنے چاند سے بیٹے کو ذبح کرنے پر تُل گیا۔ اس صاحبِ صدق و صفا نے پورا اہتمام کر دیا۔ بیٹے سے بات مکمل ہو گئی وہ بھی ایسا سعادت مند تھا کہ زمین پر لیٹ گیا۔ پھر چھری کو نہ چلنا تھا نہ چلی اور جب چلی تو مینڈھے کے حلقوم پر، لیکن خدائے عزیز کو یہ ادا ایسی پسند آئی کہ جسے اس سے کامل نسبت تھی یعنی محمد کریم علیہ السلام ـــــ انہیں اور ان کی امت کو اس براہیمی ایثار کا وارث بنا دیا۔ اسی نے ان کے لئے "مسلمان" کا لقب تجویز کیا تھا اب انہیں اسی جنون عشق کا خوگر بنا دیا گیا اور خدا کے آخری فرستادہ نے ایک سوال پر واضح کر دیا کہ ھی سنۃ ابیکم ابراھیم یہ قربانی اور یہ خون بہانا جنہیں بندگانِ ہوس وقت و سرمایہ کا ضیاع کہیں گے، یہ تمہارے ابا ابراہیم کی سنت ہے، اس کے عشق و جنون کی یادگار ہے! ارے پگلو! اس ذریعہ سے تم لوگ اپنے بے کس بھائیوں کی ضیافت کا اہتمام کر سکتے ہو۔ اور اس طرح تم اللہ کی مخلوق کے کام آ سکتے ہو کہ بے کسوں تک تمہارا گوشت جائے گا، رسی، چمڑہ جاتے گا انہیں ہر طرح کا فائدہ ہو گا۔

ذرا پیچھے

تم یہیں الجھ کر نہ رہ جاؤ اور پیچھے پلٹو اور اس موڑ پر پہنچو، جب انسانیت کا خمیر گوندھا جا رہا تھا وہ دیکھو تمہارا خدا کیا کہہ رہا ہے :۔

"اے محمد! (صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم) ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنا دے۔ ان دونوں نے قربانی کی پھر ایک کی قبول ہوئی۔ اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ (المائدہ)

اور جو آیات آپ نے ابتداء میں سماعت فرمائیں ان کے پہلے ٹکڑے میں ہی تمہارا خدا کہہ رہا ہے کہ :۔

"اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی"۔

گویا یہ راہِ عشق کا قدیم دستور ہے کہ جن کے دل میں اس کی یاد بس جاتی ہے وہ ایسی "دیوانگی" کے کام کیا ہی کرتے ہیں۔ پر خدا کو آئندہ چل کر ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کا جنون ایسا پسند آیا کہ اب صبح قیامت تک دیوانگانِ عشق کا دستور قرار پایا۔ اب ان اللہ کے بندوں کو کوئی "مصلح و مفکر" لاکھ کہے کہ بے مقصد خون نہ بہاؤ یہ پیسے رفاہی کاموں میں لگا دو لیکن وہ سنتے ہی نہیں برابر خون بہاتے جا رہے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان ایام میں اس سے بڑھ کر کوئی عمل ان کے رب کو محبوب نہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ لوگ جنہیں نبی کہا جاتا ہے اور جنہوں نے اس کائنات میں خدا کی طرف سے عشق کے ساتھ ساتھ عقل حقیقی کی خوشبو بھی بکھیری۔ جب وہ خون بہانا ہی سعادت سمجھتے ہیں تو ہم کیوں نہ بہائیں ـــــ سو وہ بہاتے ہیں اور خوب اور اس نظریہ اور جذبہ سے کہ یہ بھی خدائے قادر و توانا کی شکرگذاری کا ایک طریقہ ہے، جو ادا خدا کو پسند ہے وہ کیوں نہ کی جائے۔ قربانی اس لئے فرض و لازم ہوئی کہ "اللہ نے جو چارپائے انہیں دئے ان پر اللہ کا نام یاد کیا جائے"۔ کون خدا؟ جو تنہا معبود ہے اور جس نے اپنی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے "فلہ اسلموا" خدائے عظیم و خبیر اپنے نبی کو فرماتے ہیں کہ عاجزی کا وطیرہ اختیار کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں ـــــ ان کی عاجزی و تواضع کی دلیل یہ ہے کہ جب خدا کا نام آئے تو ان کے دل دہل جائیں، مصیبتیں آئیں تو صبر کریں، نماز اور انفاق کا اہتمام کریں ـــــ پھر ارشاد ہوا کہ دیکھو اونٹ جس کی قربانی کا عرب میں عام رواج تھا اس کو ہم نے اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے۔ اس میں فائدے ہی فائدے ہیں۔ چونکہ یہ بڑا جانور ہے اس کو لٹا کر ذبح کرنا مشکل ہے لہذا اسے کھڑا کھڑا نحر کرو وہ گر جائے تو صاف کر کے کھاؤ اور دیکھنا خود ہی نہ چٹ کر جانا مظلوم و بے کس اور سائلین کو بھی یاد رکھنا، اور پھر خدا کا شکر ادا کرنا کہ اتنا بڑا جانور تمہارے مطیع کر دیا۔ آخر میں وہ اصل بات جو اعمال خیر کا مقصد ہے آ

واضح کرتے ہوئے فرمایا :-
"اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیزگاری (تقویٰ) اس کے ہاں پہنچتی ہے —— اسی طرح انہیں تمہارے تابع کر دیا تاکہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی (اور اے پیغمبر!) نیکوں کو خوشخبری سنا دو۔" (حضرت لاہوریؒ)

تو حضرات! یہ تھا مختصر بیان قربانی کا، اس کے فلسفہ کا اور اس کی تاریخ کا —— فلسفہ سے یوں بات سمجھ میں آتی ہے کہ اصل مقصد خواہشات کو حضرت حق کی قربان گاہ کی بھینٹ چڑھانا ہے —— اگر خدا نخواستہ نمود و نمائش کی غرض سے بیش قیمت جانور ذبح کر دیئے جائیں اور اس کے بعد بھی فریب نفس کا آدمی شکار ہے تو یہ محض مصیبت اور ابتلا ہے —— اصل بات کی فکر کریں۔ اور خدا کے حکموں کی تابعداری کا اہتمام کریں کہ اسی کا نام قربانی ہے

بقیہ : احادیث الرسولؐ

توبہ کر رہا ہے۔ شریعت کا قانون ہے کہ وقتِ موت سے پہلے ہر شخص کی توبہ قبول ہو جاتی ہے لہٰذا وضو کرنے والے کے سارے گناہ کبائر کے سوا معاف ہو جائیں گے۔

بقیہ : قربانی کی اہمیت

میں مغز نہ ہو۔
۲- جانور کا اندھا ہونا۔
۳- بھینگا ہونا۔
۴- تہائی یا تہائی حصہ سے زائد کان یا دم کٹا ہوا ہو۔
۵- آنکھ یا آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زائد روشنی جاتی رہی ہو۔
۶- وہ جانور جس کے اکثر دانت ٹوٹ چکے ہوں۔
۷- جس کے تھن کسی وجہ سے مر گئے ہوں، بکری کا ایک تھن اور گائے اور اونٹ کے دو تھن تمام کے حکم میں ہیں۔
۸- زبان کا اس درجہ کٹا ہوا ہونا کہ چرنے اور کھانے سے مانع ہو۔
۹- سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں۔ البتہ جڑ سے نہ ٹوٹے ہوں یا پیدائشی نہ ہوں تو جائز ہے۔
۱۰- لنگڑا پن اس درجہ ہو کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا رکھا ہی نہ جاتا ہو یا چوتھے سے چل ہی نہ سکتا ہو۔

بقیہ : لواری کا حج

نام صبح و شام الایا جا رہا ہے یہ پابندی اٹھائی گئی تو شعائر الٰہی

کی توہین کے ردّ عمل سے کوئی نہ بچ سکے گا۔ ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ نہ صرف لواری بلکہ ہر وہ جگہ جہاں دینی عقائد و اعمال کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہاں ارباب بست و کشاد حرکت میں آئیں اور خدا کے نازل کردہ احکامات کی سختی سے پابندی کرائیں —— اس معاملہ میں کسی چھوٹے بڑے طبقہ کی خوشنودی کے چکر میں رہنا دین نہیں مداہنت ہے اور اس کا انجام معلوم!

ضروری اطلاع

حکیم حافظ محمد احمد صاحب اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور سفر حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ احباب مطلع رہیں۔

قسط ۲

وہ

جس کا احسان میں بھول نہیں سکتا

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

میں نے مصعب بن عمیرؓ کا واقعہ پڑھا، وہ مصعب بن عمیرؓ جو خوش ذوقی، جامہ زیبی، نفاستِ طبع اور معیارِ زندگی کی بلندی میں ضرب المثل تھے، قریش کے ناز پروردہ اور عیش و تجمل کے دلدادہ نوجوان، مکہ میں سیر کے لیے نکلتے تو جسم پر سو سو درہم کی پوشاک ہوتی اور سارے شہر میں ان کا چرچا تھا۔ لیکن انھوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا تو دولت مندی کے ان سارے مظاہر سے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اب وہ موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے اور سادہ زندگی گزارتے، اور بعض وقت اپنی چادر کو ببول کے کانٹے سے سینے پر مجبور ہوتے، یہ منظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آبدیدہ کر دیتا، اور آپ کو خیال گزرتا کہ پہلے ان کی زندگی کتنی آرام دہ اور پُر تکلف تھی۔ یہ نوجوان جب غزوۂ اُحد میں شہید ہوا

تو اس کے بدن پر صرف ایک چادر تھی اور وہ بھی اتنی مختصر کہ اگر پیروں پر ڈالی جاتی تو سر کھل جاتا، اور سر پر اوڑھایا جاتا تو پیر کھل جاتے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا سر ڈھانپ دو اور پیروں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ میں نے یہ قصّہ پڑھا تو اس نے مجھے اسیر اور گرویدہ بنا لیا، اور میرے دل و دماغ پر پورا قبضہ کر لیا۔ اس قصّے سے مجھے اندازہ ہوا کہ پُر تکلّف اور نازو نعم کی زندگی، بیش قیمت پوشاک، لذیذ و نفیس کھانے اور عالی شان محل کے ماسوا، انسان کی ایک اور ضرورت بھی ہے، جہاں تک ان دولت مندوں اور بادشاہوں کی رسائی نہیں۔ ایک ایسی لذّت بھی ہے، جس سے یہ معدہ کے پرستار اور خواہشات کے گرفتار ناآشنا ہیں، میں نے اپنے دل کو دیکھا تو میں نے محسوس کیا کہ اس کو ضرورت اور لذّت کی آرزو اور جستجو ہے، اور اس کی نگاہ میں اس بلند اور اعلیٰ حقیقت کی جتنی قدر اور عزّت ہے۔ امراء و اغنیاء کے حسین و جمیل کپڑوں، کھوکھلے مظاہر اور بے رُوح نمائش کی نہیں۔

میں نے اس میں ہجرتِ نبوی کا قصّہ بھی پڑھا، وہ قِصّہ جس سے زیادہ مؤثر اور جاندار قصّہ میں نے نہیں پڑھا، اور جس کو مصنف نے اپنی کتاب میں بڑی سادگی اور سچائی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لاتے ہیں۔ تمام لوگوں کے دل و نگاہ آپ کے لیے چشمِ براہ بلکہ فرشِ راہ ہیں، ایک ایک قبیلہ آپ کے پاس حاضر ہوتا ہے، اور خلوص و سادگی کے ساتھ کہتا ہے حضور آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں سب کچھ آپ پر نثار ہے، (فداہ ابی و اُمّی) ارشاد فرماتے ہیں یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے، اس کو راستہ دے دو۔ پھر یہ اس جگہ ٹھہرتی ہے جہاں آج مسجد النبوی کا دروازہ ہے، اور اٹھنے سے انکار کر دیتی ہے، اور مشیتِ الٰہی کا فیصلہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ شرف ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوا، ابو ایوب انصاری اپنے محبوب مہمان کو بصد احترام گھر میں لاتے ہیں، اور سامان اترواتے ہیں۔

میں اس عزت پر ابو ایوب انصاری کی مسرّت کو پڑھ سکتا تھا، جو تقدیر

نے ان کے دروازہ تک پہنچا دی تھی، اور دیکھ سکتا تھا کہ وہ کس مسرّت اور گرم جوشی کے ساتھ آپ کی ضیافت کر رہے ہیں۔

میں نے ایسا محسوس کیا جیسے میرا دل مجھے چھوڑ کر اب ناقۂ نبوی کے ساتھ ساتھ ہے، اور اسی کی ہمرکابی میں مدینہ پہنچا ہے، مجھے ایسا معلوم ہوا جیسا کہ یہ دل اُس سماں میں اپنی ان آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ فاتحین و سلاطین اور تاریخ کے نامور قائدین کے فاتحانہ داخلے جاہ و حشم کے مظاہرے، اور چوب داروں کے نقارے، مجھے اسوقت بالکل ہیچ اور ناقابلِ ذکر معلوم ہونے لگے، کسی انسان سے کسی انسان کی محبّت وفاداری کا یہ منظر میرے دل میں اور میرے حافظہ پر ہمیشہ کے لیے نقش ہو گیا۔

میں نے احد کا قصّہ بھی پڑھا، یہ اخلاص و وفا، قربانی و ایثار، ایمان و یقین، شرافت و حوصلہ مندی کی ایک ایسی کہانی ہے، جس سے زیادہ عظیم و جلیل اور حسین و جمیل کہانی تاریخ میں کسی اور جگہ دہرائی نہ جائے گی جب انس بن النضرؓ نے یہ دیکھ کر کہ لوگوں نے اپنے ہاتھ پاؤں چھوڑ دیئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ یہ تاریخی جملہ کہا: "جس پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جان دی ہے تم بھی اسی پر جان دیدو" اور کسی نے یہ کہا کہ مجھے احد کے اس پار جنّت کی خوشبو آ رہی ہے جن کی سب سے بڑی آرزو یہ تھی، کہ وہ اپنی زندگی کے آخری سانسوں میں کسی طرح حضور کی خدمت میں پہونچ جائیں۔ جب ان کو اٹھا کر وہاں سے لے جایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدموں پر انھوں نے جان دے دی۔

ابو دجانہؓ نے کس طرح حضور کو بچانے کے لیے اپنے کو ڈھال بنا لیا تھا اور سارے تیر ان کی پیٹھ پر گر رہے تھے۔ اور وہ آپ پر جھکے ہوئے تھے۔ اس طرح محبّت و جانثاری کے اور واقعات یکے بعد دیگرے میرے سامنے آتے گئے، کبھی میرا دل بھر آتا، اور میں بے ساختہ رو دیتا، کبھی سُرور و مستی میں جھُوم جھُوم اٹھتا۔

اس کتاب کا اور اس کے مخلص مصنّف کا وہ احسان جو میں کبھی نہ بھولوں گا!

یہ ہے کہ اس نے میرے دل میں اس خوابیدہ مخفی محبّت کو ابھارا ہے۔ جس کے بغیر زندگی میں کوئی مزہ نہیں اور جس کے بغیر اس زندگی کی کوئی قیمت بھی نہیں، کسی فارسی شاعر نے شاید اس موقع کے لیے کہا تھا ؎

ناخوش آں وقتے کہ بر زندہ دلاں بے عشق رفت
ضائع آں روزے کہ بر مستاں بہ ہشیاری گذشت

یہی دیوانگی محبّت تو زندگی کا حاصل اور مغز ہے، فارسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

در خرمن کائنات کردیم نگاہ
یک دانۂ محبّت است باقی ہمہ کاہ

یہی وہ محبّت ہے جس کی وجہ سے یہ عبقری و ذہین انسان، ہمیں انسانی صفوں میں اور اپنے ہم چشموں اور رفیقوں میں بہت بلند و بالا نظر آتے ہیں۔ یہی وہ "اکسیرِ اعظم" ہے۔ جس کی وجہ سے معمولی اور عام سطح کے لوگوں نے ایسے ایسے کام کیے اور اتنی بڑی خدمت انجام دی، جو بڑے طاقتور، دولت مند اور ذی حیثیّت لوگ نہ کر سکے۔ اس کی وجہ سے ایک شخص نے بڑی قوموں پر غلبہ حاصل کیا۔ کسی ایک قوم نے جب اس نسخہ کو استعمال کیا تو پوری دُنیا اس کے قدموں میں گر گئی۔

یہ وہ محبّت ہے جس میں آج یہ اُمّت بہت مفلس اور تہی دامن ہو چکی ہے، آج اسی کے پاس بڑی دولت ہے۔ بڑا وسیع اور متنوع علم ہے، جاہ و منصب ہے، اور بہت سے ملکوں کی زمامِ اقتدار اس کے ہاتھوں میں ہے۔ لیکن وہ زندگی کے اس "آب حیات" سے محروم ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ایک بے جان لاشہ ہو کر رہ گئی ہے۔ جس کو زندگی اپنے کاندھوں پر اٹھائے پھرتی ہے۔

یہ وہ سرچشمۂ محبت ہے، جس سے سب سے زیادہ محروم ہمارا جدید تعلیم یافتہ اور مغرب زدہ طبقہ ہے، اور اس محرومی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج اس کی روح سب سے زیادہ بے سرور و بے کیف ہے۔ اس کے اندر مقابلہ کی طاقت سب سے کم ہے۔ وہ ملّت کے دوسرے طبقوں سے زیادہ بے اثر اور بے وزن ہے۔ اس کی زندگی سب سے زیادہ مکدر و بے لطف اور اس کی کوششیں سب سے زیادہ بے مقصد اور رائیگاں ہیں۔

اس کتاب کا اور صاحب کتاب کا میں دل سے شکر گزار ہوں اس لیے کہ اس نے میری محبّت کے پُرسکون ساز کو چھیڑ دیا اور اس بات کا بھی شکر گزار ہوں کہ اس نے اس ابھرتی ہوئی، متحرک و زندہ و بے دار محبّت کا رُخ اس شخصیت کی طرف پھیر دیا، جس سے زیادہ اس محبّت کا کوئی حقدار نہیں، جو اس کائنات

کتاب اور صاحب کتاب کا شُکر گزار:

میں حسن و احسان اور جمال و کمال کا سب سے بڑا پیکر ہے، اور جس سے زیادہ صورت و سیرت اور کمال ظاہر و باطن کا دلکش انسانی نمونہ خالق و مالک اور قادرِ مطلق نے کوئی اور نہیں بنایا۔ (صلّی اللہ علیہ وسلّم)۔

اس اُمّت کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس نے ان سے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے، اور محبّت کی کی لذّت سے محروم ہے۔ اقبال نے بالکل صیحح کہا ہے ؎

شب پیش خدا بگریستم زار
مسلمانان چرا زارند و خوار اند
ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

خدا کی سلامتی ہو آپ پر اے سلیمان! مجھے آپ کی کتاب سے دو ایسی نعمتیں حاصل ہوئیں کہ اسلام کے بعد ان سے بڑی کوئی اور نعمت نہیں۔

ایک محبّت کی نعمت دوسرے اس کے صیحح محل اور مصرف کی نعمت۔ اور واقعی یہ نعمت کتنی بڑی ہے۔ ✤✤

مولانا محمد منظور نعمانی

اِسلام کے پانچ ارکان میں سے آخری اور تکمیلی رکن "حج بیت اللہ" ہے۔ حج کیا ہے؟ ایک معین اور مقررّ وقت پر اللہ کے دیوانوں کی طرح اس کے دربار میں حاضر ہونا، اور اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں اور طور طریقوں کی نقل کرکے ان کے سلسلے اور مسلک سے اپنی وابستگی اور وفاداری کا ثبوت دینا اور اپنی استعداد کے بقدر ابراہیمی جذبات اور کیفیات سے حصّہ لینا اور اپنے کو ان کے رنگ میں رنگنا۔

مزید وضاحت کیلئے کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک شان یہ ہے کہ وہ ذو الجلال و الجبروت، احکم الحاکمین اور شہنشاہِ کل ہے، اور ہم اس کے عاجز و محتاج بندے اور مملوک و محکوم ہیں۔ اور دوسری شان اس کی یہ ہے کہ وہ اُن تمام صفاتِ جمال سے بدرجۂ اتم متصف ہے جن کی وجہ سے انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے اور اس لحاظ سے وہ — بلکہ صرف وہی — محبوب حقیقی ہے۔ اس کی پہلی حاکمانہ اور شاہانہ شان کا تقاضہ یہ ہے کہ بندے اس کے حضور میں ادب و نیاز کی تصویر بن کر حاضر ہوں — ارکان اسلام میں پہلا عملی رکن نماز اسی کا خاص مرقع ہے اور اس میں یہی رنگ غالب ہے، اور زکوٰۃ بھی اسی نسبت کے ایک دوسرے رُخ کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اُس کی دوسری شانِ محبوبیت کا تقاضہ یہ ہے کہ بندوں کا تعلق اس کے ساتھ محبت و روالہیت کا ہو۔ روزے میں کسی قدر یہ رنگ ہے، کھانا پینا چھوڑ دینا اور نفسیاتی خواہشات سے مُنہ موڑ لینا عشق و محبت کی منزلوں میں سے ہے۔ مگر حج اس کا پورا مرقع ہے۔ سِلے کپڑوں کے بجائے ایک کفن نما لباس پہن لینا، ننگے سر رہنا، حجامت نہ بنوانا، ناخن نہ ترشوانا، بالوں میں کنگھا نہ کرنا، تیل نہ لگانا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا، میل کچیل سے جسم کی صفائی نہ کرنا چیخ چیخ کے لبیک لبیک پکارنا، بیت اللہ کے گرد چکر لگانا، اس کے ایک گوشے میں لگے ہوئے سیاہ پتھر (حجراسود) کو چومنا، اسکے در و دیوار سے لپٹنا اور آہ و زاری کرنا، پھر صفا و مروہ کے پھیرے کرنا، پھر مکہ شہر سے نکل جانا اور منیٰ اور کبھی عرفات اور کبھی مزدلفہ کے صحراؤں میں جا پڑنا، پھر جمرات پہ بار بار کنکریاں مارنا، یہ سارے اعمال وہی ہیں جو محبت کے دیوانوں سے سرزد ہوا کرتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام گویا اس رسم عاشقی کے بانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی ادائیں اتنی پسند آئیں کہ اپنے دربار کی خاص الخاص حاضری حج و عمرہ کے ارکان و مناسک ان کو قرار دیا انہی سب کے مجموعہ کا نام گویا "حج" ہے۔ اور اسلام کا آخری تکمیلی رُکن ہے۔

اس رسم عاشقی کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں!

حج کی فرضیت کا حکم راجح قول کے مطابق ۹ھ میں آیا ہے۔ اور اس کے اگلے سال ۱۰ھ میں اپنی وفات سے صرف تین مہینے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ حج فرمایا، جو "حجۃ الوداع" کے نام سے مشہور ہے، اور اسی حجۃ الوداع میں خاص عرفات کے میدان میں آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (الآیۃ)

ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا، اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کردیا (المائدہ رکوع ۱)

اور اس میں اس طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ حج اسلام کا ایک تکمیلی رکن ہے۔

اگر بندہ کو صحیح اور مخلصانہ حج نصیب ہوجائے جس کو دین و شریعت کی زبان میں حج مبرور کہتے ہیں۔ اور ابراہیمی و محمدی نسبت کا کوئی ذرہ اسے عطا ہوجائے تو گویا اس کو سعادت کا اعلیٰ مقام حاصل ہوگیا۔ اور وہ نعمت عظمیٰ اس کے ہاتھ آگئی جس سے بڑی کسی نعمت کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اس کو حق ہے کہ تحدیث نعمت کے طور پر بے اور مست ہو ہو کر یہ کہے

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را
کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

اس مختصر تمہید کے بعد حج کے متعلق چند حدیثیں پڑھیئے۔ (قارئین کے لئے حدیث کا صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں فرمایا۔ اے لوگو! تم پر حج فرض کردیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کو ادا کرنے کی فکر کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ:۔ یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج کرنا ہم پر فرض کیا گیا ہے؟۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ اس شخص نے تین دفعہ اپنا سوال دوہرایا، تو آپؐ نے (ناگواری کے ساتھ) فرمایا کہ:۔ اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں کہہ دیتا کہ:۔ "ہاں! ہر سال حج کرنا فرض کیا گیا" تو اسی طرح فرض ہو جاتا، اور تم ادا نہ کرسکتے۔ اس کے بعد آپ نے ہدایت فرمائی کہ کسی معاملہ میں جب تک میں تم کو کوئی حکم نہ دوں تو مجھ سے حکم لینے (اور سوال کرکے اپنی پابندیوں میں اضافہ کرنے) کی کوشش نہ کرو۔ تم سے پہلی اُمتوں کے لوگ اسی لئے تباہ ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے سوال بہت کرتے تھے اور پھر ان کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ لہٰذا (میری ہدایت تم کو یہ ہے کہ) جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہوسکے اس کی تعمیل کرو اور جب تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔ (صحیح مسلم)

(تشریح) جامع ترمذی وغیرہ میں قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس میں تصریح ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی طرف سے حج کی فرضیت کا یہ اعلان اور اس پر یہ سوال و جواب جو حضرت ابو ہریرہؓ کی مندرجہ بالا حدیث میں ذکر کیا گیا ہے سورہ آل عمران کی اس آیت کے نازل ہونے پر پیش آیا تھا۔

(ترجمہ) اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو اسکی استطاعت رکھتے ہیں۔ (آل عمران۔ ع۔ ۱۰)

حضرت ابو ہریرہؓ کی اس حدیث میں ان صحابی کا نام مذکور نہیں ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ:۔ "کیا ہر سال حج فرض ہے؟" لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی مضمون کی حدیث جس کو امام احمد اور دارمی نے اور نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے اس میں تصریح ہے کہ یہ سوال کرنے والے اقرع بن حابس تمیمی تھے یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا، ان کو تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا ابھی پورا موقعہ نہیں ملا تھا اسی لئے ان سے یہ لغزش ہوئی کہ ایسا سوال کر بیٹھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا تو پھر دوبارہ اور پھر سہ بارہ سوال کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ:۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا" اس کا منشا اور مطلب یہ ہے کہ سوال کرنے والے کو سوچنا اور سمجھنا چاہیئے تھا کہ میں نے حج کے فرض ہونے کا جو حکم سُنایا تھا اس کا تقاضہ اور مطالبہ عمر میں بس ایک حج کا تھا، اس کے بعد ایسا سوال کرنے کا نتیجہ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا (اور ظاہر ہے کہ آپؐ ہاں جب ہی کہتے جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا) تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا، اور اُمت سخت مشکل میں پڑ جاتی — اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ:۔ اگلی امتوں کے بہت سے لوگ کثرت سوال اور قیل و قال کی اس بُری عادت کی وجہ سے تباہ ہوئے، انہوں نے اپنے نبیوں سے سوال کرکے شرعی پابندیوں میں اضافہ کرایا، اور پھر اس کے مطابق عمل کر نہیں سکے۔

حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑی اہم اور اُصولی بات فرمائی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہوسکے اس کی تعمیل کرو، اور جس چیز سے منع کروں اس کو ترک کردو۔"

مطلب یہ ہے کہ میری لائی ہوئی شریعت

(باقی ۲۶ پر)

قضا و احتساب

عہدِ فاروقیؓ میں

تحریر: سید فضل الرحمٰن جعفری

اسلامی شریعت نے مسلمانوں کو ایمان و احتساب کی زندگی بسر کرنے کی تلقین کی ہے۔ ذاتی زندگی میں بھی اور اجتماعی زندگی میں بھی، اور ہر مسلمان محاسبہ نفس کا مکلف ہے تاکہ "شر" سے بچے اور خیر اختیار کرے۔ یہ اتنا پاکیزہ عمل ہے۔ جس سے انسانی زندگی تمدنی اور اخلاقی اعتبار سے بام عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ اور دین حق کی دراصل یہی روح ہے۔ احتساب نفس کی بہترین مثال حضرت فاروق اعظمؓ کی زندگی میں ملتی ہے۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی دل میں غرور و نخوت کی کوئی ہلکی سی پرچھائیں پڑتی تو فوراً اس کا تدارک کرتے، ایک دن مسجد نبویؐ میں خطبہ کے دوران اچانک آپ نے اپنا موضوع بدل دیا۔ اور فرمانے لگے۔ "صاحبو! میں ایک زمانے میں اتنا غریب و نادار تھا کہ لوگوں کے لئے پانی بھرتا تھا اور وہ اس کے عوض مجھے چھوہارے دیتے تھے۔ بس وہی میری غذا ہوتی تھی۔" یہ فرما کر منبر سے اُتر آئے۔ لوگوں نے حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ اے امیر المومنین! یہ کونسی بات تھی جسے آپ نے منبر پر دوران خطبہ فرمایا۔ "آپ نے جواب دیا کہ میری طبیعت میں ذرا سا غرور آگیا تھا، یہ اس کا علاج تھا۔" قضاۃ کا منصب بہت اہم تھا اس لئے حضرت عمرؓ نے قضاۃ کے انتخاب میں بڑی احتیاط برتی۔ اور آپ اس منصب کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب کرتے تھے جو علم و فضل اور زہد و تقویٰ

حضرت عمرؓ حکام کی کڑی نگرانی کرتے شان و شوکت، کی زندگی بسر کرنے سے روکتے، غرور اور برتری کی ہر علامت مٹا دیتے!

کے علاوہ ذہنی استعداد اور قوت فیصلہ کی صفات سے مزین ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ کو مدینے کا قاضی مقرر کیا گیا تھا اور دیگر مقامات کے لئے عبداللہ بن مسعودؓ قاضی شریح، جمیل بن العمرؓ، ابو مریم سلمان بن ربیعہ باہلیؓ، عبدالرحمن بن ربیعہؓ، عمران بن حصینؓ، ابوقر، کندی، جیسے جلیل القدر بزرگوں کو قضات کا منصب تفویض کیا گیا تھا۔ جو اپنی علمی جلالت، اور بلندی کردار، اور عظمت تقویٰ میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ عدل و انصاف کے لئے ضروری تھا کہ مساوات کو ملحوظ رکھا جائے۔ اور امیر و غریب، کالے اور گورے دوست اور دشمن اور اپنے اور بیگانے کا امتیاز باقی نہ رہے۔ چنانچہ اس اہم مقصد کو پوری طرح ذہن نشین کرنے کے لئے خود فریق بنکر آپ عدالت میں جاتے تھے۔ ایک بار حضرت اُبی بن کعبؓ سے کچھ تنازعہ ہوا اُبی نے زیدؓ بن ثابت کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو مدعا علیہ کی حیثیت سے عدالت میں حاضری کا حکمنامہ ملا۔ آپ مقررہ تاریخ پر عدالت میں حاضر ہوگئے۔ زیدؓ نے امیر المومنین کا احترام کیا حضرت عمرؓ نے اسی وقت انہیں ٹوکا اور کہا کہ "یہ تمہارا پہلا ظلم ہے" پھر حضرت عمرؓ مدعی اُبی بن کعبؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ اُبی کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اور حضرت عمرؓ دعوے سے منکر تھے۔ اُبی

نے عدالت سے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے حلفیہ بیان لیا جائے۔ لیکن زیدؓ بن ثابت نے اُبیؓ سے کہا کہ مدعا علیہ کا رتبہ امیر المومنین کا ہے انہیں قسم سے معاف رکھا جائے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فوراً یہ فرمایا کہ :-

"اے زید! تم منصب قضا کے اس وقت تک اہل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایک عام آدمی کو عمرؓ کے برابر نہ سمجھو۔"

حضرت عمر فاروقؓ عدل کی روح سے اچھی طرح واقف تھے۔ اس لئے نرمی اور رعایت کے تصور سے ان کا ذہن ہمیشہ خالی رہتا تھا۔ اور حکومت کے اعلیٰ حکام کو علی الاعلان سزا دیتے تھے۔ ایک بار حج کے موسم میں تمام حکمرانوں کو طلب کیا۔ اور عام مجمع میں کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ جن لوگوں کو کسی عامل سے کوئی شکایت ہو تو بیان کرے۔ ایک شخص اُٹھا اور اس نے کہا کہ فلاں حاکم نے میرے سو درے لگائے تھے۔ امیر المومنین نے حکم صادر کیا کہ "آؤ اور بدلہ لے لو" اس موقع پر حضرت عمرو بن العاصؓ بھی موجود تھے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ "اے امیر المومنین! اس طریقۂ کار سے عمال میں بد دلی پھیل جائے گی۔" فرمایا! اے عمرو بن العاص! سن لو کہ میں ایسا ضرور کروں گا" اور مستغیث کو حکم دیا کہ وہ اپنا کام کرے پھر مستغیث کو دو سو دینار کے عوض راضی کر لیا گیا حضرت عمرؓ دین کے بڑے رمز شناس تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نور بصیرت، اور عرفان شریعت کی نعمتوں سے نوازا تھا۔ ان کا دل ایک سچے مومن کا دل تھا۔ جو سنگ و فولاد بھی بن

احتسابِ نفس کی بہترین مثال حضرت فاروق اعظمؓ کی زندگی میں ملتی ہے!

جاتا تھا اور ریشم کی طرح نرم بھی ہو جاتا تھا۔ مزاج فطرتاً تند و تیز تھا۔ فی الحقیقت ان کی درشت مزاجی ان کی حق پرستی کا نتیجہ تھی۔ ان کی درشتی و تلخی کے جتنے واقعات ہیں وہ سب حق کی حمایت میں ہیں۔ وہ خود فرماتے ہیں۔ "میرا دل خدا کے بارے میں نرم ہو جاتا ہے تو جھاگ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتا ہے اور سخت ہو جاتا ہے تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔"

حضرت عمر فاروق نے ان جلیل القدر بزرگوں کو قضا و احتساب کا منصب سپرد کیا تھا جو بلندی کردار اور تقویٰ میں عظیم مقام رکھتے تھے

حضرت عمرؓ عمال کے رہن سہن اور عام مصروفیات کی خاص طور پر نگرانی کرتے تھے۔ اور انہیں شان و شوکت کی زندگی بسر کرنے سے روکتے تھے، وہ غرور و برتری اور ترفع و تجمل کی ہر علامت کو مٹا دیتے تھے۔ عوام کی شکایت پر عمال سے سختی سے باز پرس کرتے تھے۔ اور عام لوگوں سے ملاقات نہ کرنے پر انہیں برطرف کر دیتے تھے۔ مصر کے عامل عیاضؓ بن غنم قیمتی لباس پہنتے تھے اور شاندار محل میں رہتے تھے۔ انہیں حضرت عمرؓ نے معزول کر کے بلوایا اور کملی کا کرتہ پہنوا کر ان سے بکریاں چروائیں۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کوفے کے عامل تھے۔ وہاں انہوں نے ایسی کوٹھی تعمیر کرائی تھی جس میں ڈیوڑھی بھی تھی۔ جب حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو ڈیوڑھی میں آگ لگوا دی۔ حضرت عمرؓ سزا دینے میں چھوٹے بڑے، امیر و فقیر کا امتیاز بالکل نہ کرتے تھے۔ وہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی کبھی رعایت نہ کرتے تھے۔ ابو شحمہ آپؓ کے فرزند تھے۔ ایک بار غلطی سے انہوں نے شراب پی لی تھی۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو اسّی کوڑے مارے۔ اسی میں وہ ہلاک بھی ہو گئے۔ آپؓ کے برادر نسبتی اور مشہور صحابی قدامہؓ بن مظعون کو بھی شراب نوشی کے جرم میں اسّی کوڑے لگوائے اس قسم کے اور بھی واقعات ہیں جو حضرت عمرؓ

کی عدل گستری اور حق پرستی کی روشن مثال ہیں۔ ان کے دور میں ابتدا میں تو عدلیہ اور انتظامیہ ایک ہی رہے لیکن جب پورا نظام قائم ہوگیا تو قضاء نے ایک مستقل محکمے کی شکل اختیار کرلی۔ ہر ضلع میں عدالتیں قائم ہوئیں۔ اور قضاء کے اُصول اور قوانین مرتب کیے گئے۔ اسی سلسلہ میں ایک فرمان جاری کیا گیا جو یہ ہے۔

اما بعد۔ قضا ایک ضروری فرض ہے۔ لوگوں کو اپنے حضور میں اپنی مجلس میں، اپنے انصاف میں برابر رکھو، تاکہ کمزور انصاف سے محروم نہ ہو۔ اور معزز آدمی کو رو رعایت کی اُمید نہ پیدا ہو، جو شخص دعویٰ کرے، اس پر بار ثبوت ہے، اور جو شخص انکار کرے اس پر قسم ہے۔ صلح جائز ہے مگر وہ صلح جس سے حرام حلال، اور حلال حرام نہ ہونے پائے۔ کل اگر تم نے کوئی فیصلہ کیا، تو غور کے بعد اگر حق اس کے خلاف نظر آئے تو اس سے رجوع کرسکتے ہو، جس مسئلہ میں شبہ ہو، اور قرآن اور حدیث میں اس کا ذکر نہ ہو تو اس پر بار بار غور کرو۔ ان پر قیاس کرو، جو شخص ثبوت پیش کرنا چاہے، اس کے لئے ایک میعاد مقرر کردو اگر وہ ثبوت دے تو اس کا حق دلاؤ۔ ورنہ مقدمہ اس کے خلاف فیصل کرو، ان اشخاص کے سوا جنہیں سزا میں دُرّے لگائے گئے ہوں، یا جھوٹی گواہی دی ہو، یا وراثت میں مشکوک ہوں۔

سب مسلمان ثقہ ہیں۔

اور قاضیوں کو یہ خاص ہدایت تھی کہ مقدمات میں اوّل تو قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر قرآن میں وہ صورت مذکور نہ ہو تو حدیث کی جانب رجوع کرو، اگر اس میں بھی نہ ہو تو اجماع سے ورنہ اجتہاد سے کام لو۔"

یہ ہے وہ اجمالی نقشہ عدل، انصاف کا جو حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں تھا۔ اور جو ٹھیک ٹھیک کتاب و سنت کے مطابق تھا۔ اور یہی نظام عدل مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اسی میں ایمان واحتساب کی اعلیٰ قدریں پوشیدہ ہیں۔

حضرۃ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

اولاد پیدا نہ ہوگی۔ مدینہ منوّرہ میں جو مسلمان مہاجر بن کر پہنچے تھے، ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کے صاحبزادے حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے۔ ان کی بیوی حضرت اسماء تھیں جو حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی تھیں۔ مدینہ پہنچ کر مسلمانوں میں سب سے پہلے انہی (حضرۃ زبیرؓ) کے گھر بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام پیارے بچو! آج ہم تمہیں ایک ایسے بچے کے حالات سناتے ہیں، جس کی ولادت پر بے انتہا خوشی منائی گئی تھی۔ یوں تو ہر ایک بچے کی ولادت پر اس کے والدین، بہن بھائی و دیگر رشتہ دار خوشیاں مناتے ہیں، لیکن اس بچے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی پیدائش پر تمام مسلمانوں نے، بلکہ سرکارِ دو عالم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔ اس بچے کا نام ہے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لاتے تو مشرکین نے یہ بات مشہور کر دی کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اور اب کسی مسلمان کے گھر میں بھی

عبداللہ رکھا گیا۔

چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی ولادت سے کفّار کا جادو والا دعویٰ غلط ثابت ہوا تھا، اس لیے مسلمانوں کو انتہائی خوشی ہوئی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے آکر انہیں اٹھایا، اپنا لعاب مبارک ان کے منہ میں ڈالا، اور ان کا نام بھی خود ہی تجویز کیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر جوان ہوئے تو انتہائی نیک، پاک باز اور بہادر ثابت ہوئے۔ آپ کا شوقِ عبادت اس حد کو پہنچا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں سیلاب آیا اور بیت اللہ شریف کے اردگرد ہر طرف پانی ہی پانی جمع ہو گیا۔ یہاں تک کہ بیت اللہ شریف کے قریب جانا بھی ممکن نہ رہا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے پانی میں تیر تیر کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ حالانکہ آپ اس سے قبل بھی کئی حج اور عمرے کر چکے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے، آپ نے ان کے لیے چادر کا ایک گوشہ بچھا دیا، پھر رضاعی ماں آئیں آپ نے دوسرا گوشہ بچھا دیا۔ آخر میں رضاعی بھائی آئے تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔

حضرت ابوذرؓ مشہور صحابی ہیں۔ ایک دفعہ ان کو بلا بھیجا تو وہ گھر میں نہیں ملے، تھوڑی دیر کے بعد حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ لیٹے ہوئے تھے، ان کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سینے سے لگا لیا۔

ایک دفعہ کسی سے اونٹ قرض لیا، جب واپس کیا تو اس سے بہتر اونٹ واپس کیا۔ اور فرمایا سب سے بہتر وہ لوگ ہیں، جو قرض کو خوش معاملگی سے ادا کرتے ہیں۔

اللہ کا فیصلہ

"کہہ دو اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! ہر چھپی اور کھلی بات کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں فیصلہ کرے گا اس بات میں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اور اگر ظالموں کے پاس جو کچھ زمین میں ہے سب ہو اور اسی قدر اس کے ساتھ اور بھی ہو تو قیامت کے بڑے عذاب کے معاوضہ میں دے کر چھوٹنا چاہیں گے اور اللہ کی طرف سے انہیں وہ پیش آئے گا جس کا انہیں گمان بھی نہ تھا اور بُرے کاموں کی بُرائی ان پر ظاہر ہو جائے گی۔ اور ان کو وہ عذاب پکڑ لے گا جس کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔"

(سورۃ الزمر، آیات ۴۶ تا ۴۸)

حقیقتِ توبہ

از حضرت علی رضؓ

فَقَالَ یَا اَمِیرَالمُؤمِنِینَ مَا التَّوبَۃُ قَالَ اِسمٌ یَقَعُ عَلیٰ سِتَّۃِ مَعَانٍ۔

۱- عَلَی المَاضِی مِنَ الذُّنُوبِ النَّدَامَۃُ۔

۲- وَلِتَضیِیعِ الفَرَائِضِ الاِعَادَۃُ۔

۳- وَ رَدُّ المَظَالِمِ۔

۴- وَ اِذَابَۃُ النَّفسِ فِی الطَّاعَۃِ کَمَا رَبَّیتَھَا فِی المَعصِیَۃِ۔

۵- وَ اِذَاقَۃُ النَّفسِ مَرَارَۃَ الطَّاعَۃِ کَمَا اَذَقتَھَا حَلَاوَۃَ المَعصِیَۃِ۔

۶- وَالبُکَاءُ بَدَلَ کُلِّ ضِحکٍ ضَحِکتَہٗ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا اے امیرالمومنین! توبہ کیا چیز ہے؟ تو فرمایا توبہ ایک نام ہے جس کے چھ معنیٰ ہیں۔

۱- سابقہ گناہوں پر ندامت کرنی۔

۲- ضائع شدہ فرائض کو لوٹانا (پھر سے ادا کرنا)

۳- ظلم سے چھینی ہوئی چیزوں کو واپس کرنا۔

۴- اپنی جان کو عبادت میں پگھلانا۔ جیسا کہ تو نے اس کی گناہ میں پرورش کی۔

۵- نفس کو عبادت کی تلخی چکھانا جیسا کہ تو نے اس کو گناہ کی لذت چکھائی۔

۶- ہر ہنسی کے بدلے میں رونا جو تو ہنسا۔

المرسلہ: عبدالواحد بیگ مرحوم
ملتان

اے اسلام کی بیٹیو!

تمہارے بڑھے ہوئے ناخن

کٹے ہوئے بال

اور

بے نقاب چہرہ

اسلامی اصولوں سے بغاوت کی دلیل ہیں۔ — خاموش مبلغ ملتان

خط و کتابت کرتے وقت

اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی

(مینجر)

بقیہ: ترانۂ مسلم

اللہ اکبر شانِ صحابہؓ | جانِ صحابہؓ آنِ صحابہؓ
دینِ مبیں کو دل میں بٹھایا | راہِ ہدیٰ کا رستہ دکھایا

صحابی (رضی اللہ عنہم)

یہ ہیں صحابی یہ ہیں ستارے | دنیا ہے روشن جن کے سہارے
خیرالامم ہیں خیرالوریٰ ہیں | خوبو میں اپنی سب سے جدا ہیں
اللہ تمہارا راضی اللہ سے راضی | ہے قوی محکم ہر بات ان کی
جنت ہے ان کی مشتاق و شیدا | اللہ رے رفعت اللہ رے رتبہ
رحمت نے اس کی ہے آن گھیرا | اظہر بھی ان کا ہے نام لیوا

طبّی مشورے

حکیم آزاد شیرازی

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور روانہ کریں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

نفع نقصان کی بیماری

س: مَیں نے خدام الدین میں بینائی کی کمزوری کے متعلق آپ کا نسخہ پڑھا ہے جس کے اجزاء مروارید، فلفل سفید، بھیم سینی کافور، دانہ الائچی سبز اور شہد خالص ہیں۔ نیز آپ نے صبح، دوپہر، شام کھانے کے بعد سونف کھانے کا مشورہ دیا تھا۔ میری عمر ۲۳ برس ہے۔ بینائی کمزور ہے، عینک لگاتا ہوں، نزلہ زکام کی شکایت بھی رہتی ہے۔

براہِ کرم بتائیں کہ مجھے آپ کا نسخہ استعمال کرنے سے فائدہ ہوگا یا نقصان؟

محمد عارف معرفت محمد رمضان کریانہ مرچنٹ نزد ستی تھانہ، بازار کلاں ڈیرہ اسمٰعیل خاں

ج: برخوردار محمد عارف صاحب! بندۂ حقیر پُر تقصیر مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانے ہی کی نیت سے یہ طبی مشورے دے رہا ہے لیکن آپ کی نفع نقصان کی گارنٹی طلب کرنے والی مضحکہ خیز بات کا صحیح جواب تو یہ ہے کہ شفاء منجانب اللہ ہے۔ مَیں تو اپنے محدود علم کی روشنی میں آپ حضرات کی خدمت کر دیتا ہوں اور بس! رہی گارنٹی والی بات تو کسی "آئی سپیشلسٹ" ڈاکٹر کی مقررہ فیس مشورہ کے مطابق مجھے فیس روانہ فرما دیں تاکہ مَیں آپ کی "نفع نقصان کی بیماری" کے سلسلے میں اپنا "قیمتی مشورہ" دے سکوں۔

گھٹنے کا درد

س: آپ نے طبی مشوروں مشوروں کے ذریعہ خدام الدین کی رونق کو دوبالا کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کارِ خیر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

بندہ کو دس بارہ برس سے بائیں گھٹنے میں درد رہتا ہے۔ گھٹنے کے باہر والے جوڑ میں درد رہتا ہے جو زیادہ چلنے پھرنے اور حرکت کرنے سے مزید بڑھتا ہے۔ اس گھٹنے کی ہڈی دوسرے گھٹنے کی نسبت باہر کی طرف ابھری ہوئی ہے۔ نماز کے دوران التحیات میں بیٹھنا دشوار ہوتا ہے۔ گرمی یا سردی کے موسم کا درد پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اب یہ تکلیف کبھی کبھار دوسرے گھٹنے اور ٹانگوں اور جسم کے دوسرے جوڑوں میں بھی ہونے لگی ہے مگر بائیں گھٹنے والا درد مستقل رہتا ہے۔ بہت دوائیں کھائی ہیں لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ براہ کرم کوئی نسخہ تجویز فرمائیں۔

ماسٹر محمد دین ساکن ڈھوک نعیرا تحصیل تلہ گنگ

ج: آپ نے یہ تحریر نہیں فرمایا کہ آپ کے گھٹنے میں درد کا سبب کیا ہے؟ آیا یہ درد گھٹنے میں کسی چوٹ لگنے سے شروع ہوا ہے؟ جس سے اس گھٹنے کی ہڈی بڑھ گئی، مُڑ گئی یا باہر اُبھر پڑی؟ اگر یہ درد جوڑوں کا درد ہوتا تو جسم کے دوسرے جوڑوں میں بھی ہوتا۔ لہٰذا زیادہ مناسب یہ ہے کہ آپ کسی ہسپتال میں کسی سپیشلسٹ ڈاکٹر کو دکھائیں، ایکسرے کرائیں تاکہ صحیح صورت حال کا علم ہو سکے۔

اگر یہ جوڑوں ہی کا درد یعنی وجع المفاصل ہے تو اس کے لئے ایک آسان لیکن مفید نسخہ حاضر ہے:

پوست ہلیلہ زرد ایک تولہ

(باقی ۲۶ پر)

بچوں کی محفل میں

ابوطیب انصاری

اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں چاند اور ستاروں دریاؤں اور پہاڑوں پھولوں اور کلیوں درختوں اور پودوں زمینوں اور آسمانوں جنوں فرشتوں اور انسانوں کو اسی نے پیدا کیا۔ بس ان سب کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ پیدا ہو جاؤ تو اس کی قدرت سے سب پیدا ہو گئے، سب کا خالق (پیدا کرنے والا) بھی اور سب کا مالک بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں جنوں فرشتوں اور انسانوں میں کوئی نہیں جو مرتبے میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے برابر ہو۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مرتبے اور بزرگی اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبدیت میں سب سے بڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی اور پیغمبر بنایا۔ اور آپ کو خاتم النبیین اور رحمت للعٰلمین کا منصب و مقام وعطا فرمایا ہے ان پر دل سے ایمان لانا اور زبان سے اقرار کرنا ہر انسان کا فرض ہے کلمہ طیبہ کا مطلب یہی ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) اس کلمہ کو پڑھ کر جو کوئی دل سے اس پر ایمان لے آئے وہی مسلمان ہے

شاید یہ شعر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ؎

زباں سے کہہ بھی دیا لَا اِلٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

مطلب یہی ہے کہ اگر کوئی شخص زبان سے تو کلمہ پڑھتا رہے مگر دل سے اس پر ایمان نہ لائے تو یہ دھوکہ باز ہے ایسے شخص کو کافر بھی کہیں گے اور منافق بھی ایسا آدمی کافر سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

جو کوئی کلمہ بھی پڑھے مگر اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کو بھی (ظاہری اسباب سے ہٹ کر) حاجت روا یا مشکل کشا مانے کسی بزرگ کو پیر فقیر کو شہید یا ولی کو پیغمبر اور نبی کو اپنی دعاؤں میں پکارے ان سے بھی مرادیں مانگے تو یہ شخص پکا مشرک ہے ایسے شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خدائی کا کوئی حصہ ان کے سُپرد کر دیا ہے یا خود اللہ تعالیٰ نے ان کی شکل اختیار کرلی ہے ایسے ناپاک عقیدے کی اللہ تعالےٰ کے پاک دین اسلام میں گنجائش نہیں ہے یہ عقیدہ عیسائیوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور خدائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام اور اللہ تعالےٰ کے درمیان منقسم اور مشترک ہے یعنی تینوں کو ملا کر ایک خدائی بنتی ہے لیکن اس سے ایک کو بھی الگ کر دیا جائے تو خدائی کا وجود قائم نہیں ہو گا اور بعض عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی خدا تھے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی عیسیٰ علیہ السلام کی انسانی شکل اختیار کرلی تھی۔ ان عقیدوں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے عیسائی کافر ہیں اگر ایسا ہی عقیدہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہلبیت کرام، اصحاب نبی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دوسرے انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام بزرگان دین میں سے کسی کے بھی متعلق کوئی شخص رکھ لے تو یہ عقیدہ کفر کا ہے یہ کھلا شرک ہے کلمہ طیبہ کی تعلیمات کے خلاف ہے اسے فوراً توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیئے۔ کلمہ طیبہ پر ایمان کا تقاضہ یہ ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو دُعائیں اسی سے مانگو صرف اس کی عبادت کرو ہر شے کا مالک اور خالق اسے تسلیم کرو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے آخری اور سب سے بڑے نبی ہونے پر ایمان لاؤ آپ کے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل کرو آپ کی سنت مطہرہ کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔ عزیز بچو! کلمہ طیبہ کلمۂ اسلام ہے اس کا مطلب اور مقصد خوب سمجھ لو تاکہ آئندہ پوری زندگی اس کے مطابق گذاری جاسکے اور

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے —— مدیر

شیخ الاسلامؒ کے حیرت انگیز واقعات

مرتّب: مولانا ابوالحسن بارہ بنکوی
ناشر: مکتبہ دینیہ دیوبند
قیمت: ۳۰/- روپے

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالےٰ سے متعلق کوئی بات کہنا سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے۔ آپ جیسی ہمہ صفت موصوف اور جامع شخصیّت مدتوں بعد سامنے آتی ہے۔ قدرت نے آپ کو جن لازوال خوبیوں سے نوازا تھا ان کا ذکر مسلسل ہو رہا ہے اور ہوتا رہیگا۔ آپ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں پر بہت سوں نے لکھا اور بہت سے ابھی لکھیں گے مولانا ابوالحسن بارہ بنکوی نے پونے تین سو صفحات کی اس کتاب میں آپ کی سیرت و کردار کے مختلف واقعات کو مصدقہ روایات کے ذریعہ اجاگر کیا ہے۔ پہلا باب کرامات سے متعلق ہے، دوسرے باب میں کردار و عمل کے آئینہ میں آپ کا کمال تقویٰ، صبر و استقلال، توکّل واستغناء، عفو و کرم، مہمان نوازی فروتنی اور خدمتِ خلق نیز آلام و مصائب میں آپ کے حوصلہ و تحمل پر اَن گِنت سچے اور صحیح واقعات تحریر کیے ہیں۔ تیسرا باب واقعات و مشاہدات پر مشتمل ہے تو چوتھا باب تاثرات پر اور پانچویں میں آپ کی حیات مبارکہ کا اجمالی نقشہ دیا گیا ہے

کاروانِ ولی کے ہر ورکر کے لئے یہ عجیب و غریب تحفہ ہے اور ضرورت ہے کہ نصاب کے طور پر اس کو پڑھا جائے اور دوسروں تک پہنچایا جائے سنا ہے کہ پاکستان کے کسی ادارہ نے اس کو چھاپا ہے لیکن بری طرح کانٹ چھانٹ کر گئے جو کسی اعتبار سے بھی درست نہیں۔ دیوبند کا مکمل نسخہ ہمارے پیش نظر ہے جو مکتبہ رشیدیہ ساہیوال سے دستیاب ہے۔ محدود تعداد کے پیشِ نظر جلدی منگوا لیں۔

معالم العرفان فی دروس القرآن

افادات: مولانا صوفی عبدالحمید سواتی گوجرانوالہ
مرتب: الحاج لعل دین ایم اے
ملنے کا پتہ: مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی زید مجدھم دلی الٰہی علوم پر ماہرانہ نظر رکھنے والے چند بزرگوں میں سے ایک ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بے پناہ خوبیوں سے نوازا ہے۔ علم کی پختگی و گہرائی، جدید مسائل پر مجتہدانہ نظر، خطابت و بیان کی دلکشی کے ساتھ ساتھ نظم و انتظام میں ان کے فضل و کمال کا شاہکار گوجرانوالہ کا معروف دینی مدرسہ نصرۃ العلوم اور اس کی شاندار مسجد ہے۔ اس مسجد میں آپ سالہا سال سے خطابت کے ساتھ ساتھ درس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ جو گوجرانوالہ کا مقبول ترین درس ہے اور جس میں اہل علم اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کی کثیر تعداد دور دور سے آکر شریک ہوتی ہے۔ کئی بندگانِ خدا ایسے ہیں جو درس کو ٹیپ کرتے اور پھر مختلف مجالس میں سناتے ہیں۔ اس درس کے بابرکت آثار گوجرانوالہ اور نواح میں خوب دیکھے جا سکتے ہیں۔ اب اللہ کے کچھ نیک بندوں کو خیال آیا کہ اس درس

کو کتابی شکل میں چھاپ دینا چاہتے کہ ملک کے دوسرے حصّوں کے لوگ بھی اس سے مستفید ہو سکیں اس مقصد کیلئے پہلے سے زیادہ اہتمام سے درس کو ٹیپ کرنے کا اہتمام کیا گیا اور پھر جناب محترم لعل دین صاحب ایم، اے (علوم اسلامیہ) پہ نظرِ انتخاب پڑی جو اسے ٹیپ سے صفحہ قرطاس پر منتقل کریں اور مرتّب کریں۔

محترم صوفی صاحب کی اجازت کے بعد یہ کام شروع ہوا اور صرف سورۂ فاتحہ کے درس کو جو دس کیسٹوں پر مشتمل تھا بڑی سعی و کاوش سے نقل کیا اور پھر اسے مزید پُرکشش بنانے کے لئے موزوں سرخیاں اور پیرائے طیار کئے ——— اس محنت شاقہ کے بعد بڑے سائز کے ۱۱۲ صفحات پر مشتمل یہ تحفہ عجیبیہ طیار ہو گیا۔ جس میں عجیب و غریب نکات اور ضروری و اہم مسائل سبھی آگئے ہیں۔

اس قیمتی تحفہ کا ہدیہ برائے نام ہے یعنی مجلد ۔/۱۲ روپے اور غیر مجلد ۔/۸ روپے۔ کاغذ، کتابت و طباعت اور جلد وغیرہ میں سعی بلیغ کر کے ظاہری طور پر بھی کتاب کو خوبصورت بنایا گیا ہے۔

ہمارے خیال میں قرآن کے طلباء، علماء و مدرسین اور عام مسلمانوں کے لئے یہ یکساں فائدہ مند چیز ہے جس کا جلد از جلد حصول ایک دینی ضرورت کو پورا کرے گا۔

اللہ تعالےٰ صوفی صاحب سمیت تمام حضرات کو صحت و سلامتی اور دارین کی برکات سے نوازے جن کا اس مجموعہ کی ترتیب میں کوئی نہ کوئی حصّہ ہے۔

فلسفۂ دُعا

از: علامہ فضل احمد عارف
قیمت: ۔/۱۸ روپے
ناشر: تدبیر سنز، ۴۰۔ اردو بازار لاہور

علامہ فضل احمد عارف پروفیسر خانیوال کالج صاحب علم اور صاحبِ ذوق انسان ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں علوم اسلامیہ کا گہرا ذوق نصیب فرمایا ہے اور پھر تحریری طور پر خدمتِ دین کی توفیق بخشی ہے وہ مختلف موضوعات پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں جن میں سے ہر چیز ٹھوس، باحوالہ، مستند اور عام فہم زبان میں ہے۔

دعا ——— حضور علیہ السلام کے بقول عبادت کا مغز ہے اور دنیا کے ہر مذہب و فکر کا نام لیوا اس کی افادیت کا قائل و معترف! قرآن تو دعا سے گریز کرنے والوں کو جہنم کی وعید سناتا ہے۔

علامہ صاحب متعدد کتب عربی فارسی اور انگریزی کے مطالعہ کے بعد یہ تحفہ تیار کیا ہے جس کا ایک ایک لفظ قابل مطالعہ ہے ہمیں توقع ہے کہ ارباب ذوق اس معنوی طور پر انتہائی قیمتی کتاب کو جلد حاصل کریں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

بقیہ: حج کی فرضیت

کا مزاج سختی اور تنگی کا نہیں بلکہ سہولت اور وسعت کا ہے جس حد تک تم سے تعمیل ہو سکے اس کی کوشش کرو، بڑی کمزوریوں کی وجہ سے جو کمی کسر رہ جائے گی اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم سے اس کی معافی اُمید ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ: طبی مشورے

سورنجاں شیریں ایک تولہ، صبر سقوطری ایک تولہ۔ تینوں دوائیں پیس کر ملا لیں۔ صبح، دوپہر، شام ۱/۲ ۲ ماشہ پانی کے ساتھ کھائیں۔ بادی، لیسدار، اور ثقیل غذا سے پرہیز کریں۔

جنسی سوالوں کے جوابات

جناب جمشید علی میاں چنوں نے بعض جنسی سوالوں کے جوابات طلب کئے ہیں لیکن جوابی لفافہ نہیں بھیجا۔ لہذا براہ راست جوابات کے لئے جوابی لفافہ بھیجئے، ورنہ گستاخی معاف!

ترانۂ مسلم

اظہر جلیل، بجنوری

حضرتِ صدیقِ اکبرؓ

نوعِ بشر کے معمارِ اکبر — امت کے محسن، ملت کے رہبر
دورِ جہالت میں بھی نہ دیکھا — لات منات و عزّیٰ کا چہرا
جس نے نہ جانا پینا پلانا — کیا شے ہے ساغر کیا چیز مینا
اس دور میں بھی جو پارسا تھا — اس دور میں بھی جو بے ریا تھا
عسرت کا ساتھی ہجرت کا ساتھی — راہِ خدا میں ہر شے لٹا دی
ہے جس کے حق میں فرمانِ مولا — لا تحزن اِن اللہ معنا
پنہاں تھا تیرے اندر وہ جوہر — عالم ہے جس پر حیران و ششدر
فسّاق و مرتد نے سر اٹھایا — ان کو سبق بھی تو نے پڑھایا
تیری فراست اللہ اکبر — تیری شجاعت اللہ اکبر
ایمان و ایقان اللہ اکبر — صدیق اکبرؓ صدیق اکبرؓ

حضرت فاروق اعظمؓ

اللہ اکبر شانِ گدائی — دیوار و در پر ہیبت تھی چھائی
اللہ رے تیری بانکی ادائیں — خالق سے مانگا کر کے دعائیں
ایراں کا فاتح دامادِ حیدرؓ — روتے ہیں جس کو کسریٰ و قیصر
کسریٰ کے غم میں آہ و بکا ہے — بغض و حسد سے سینہ بھرا ہے
ہیں روشنی کے مینار اعظم — مینارِ اعظم معمارِ اعظم
فخرِ امامت فاروق اعظم — فاروق اعظم فاروق اعظم

حضرت عثمان غنیؓ

صدق و صفا میں کوئی نہ برتر — راہِ وفا میں کوئی نہ ہمسر
دو نور والے دامادِ اکبر — حلم مجسم، رحمت سراسر
تیروں کی بارش میں بھی نہ چھوڑا — آقا کی بستی سے منہ نہ موڑا
سب کے دلارے سب کے پیارے — قرآن پڑھتے پڑھتے سدھارے
باقلب مضطر باچشم گریاں — کہتا تھا عالم اے وائے عثمانؓ

حضرت علیؓ

زہد و ورع کی تصویر پرغم — عبرت پذیری سے چشم پُرنم
پیارے نبی کے دامادِ اصغر — ایثار پیکر، مسکین پرور
دورِ رسالت کے کارنامے — دنیا نے دیکھے دنیا نے مانے
فقر و غنا کا رنگین جلوہ — حیدرؓ کے سر پر سایہ فگن تھا
یہ ہیں ہمارے چوتھے خلیفہ — یاروں کی باتیں ہیں اک لطیفہ

حضرت حسنؓ اور امیر معاویہؓ

ابن سبا نے سب کو لڑایا — حضرت حسنؓ نے سب کو ملایا
اللہ کی رحمت اُس پارسا پر — اللہ کی رحمت اس باوفا پر
حضرت معاویہؓ حضرت حسن بھی — امت کے محسن دونوں ہی ہادی
دونوں ہیں راشد دونوں خلیفہ — جھنڈا رہے گا دونوں کا اونچا
یوم الصحابہ، یوم الجماعت — یوم السیاست یوم الاخوت
دونوں بزرگوں کا کارنامہ — ملت کا یہ ہے شاہنامہ
دونوں ہیں ہادی دونوں ہیں مہدی — دونوں ولی ہیں دونوں صحابی

پھر دورِ ثلاثہ کی بہار

سارے مسلماں یکجا ہوئے پھر — سب ایک ہو کر آگے بڑھے پھر
بستی نہ چھوڑی صحرا نہ چھوڑے — خشکی نہ چھوڑی دریا نہ چھوڑے
پست و بلند سب رستے میں آئے — شاہ و گدا سب قدموں میں آئے

(باقی ۲۲ پر)

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵ | خدام الدین لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۰۴

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور رجسٹری بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۲۲۱ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۵۶ء ۲- پشاور رجسٹری بذریعہ چٹھی نمبری T.B.7، ۲۳-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ رجسٹری بذریعہ چٹھی نمبری ۳/۶/۶۷، ۲۰۶۷-D-DA9 ۲۴ اگست ۱۹۶۷ء (۴) راولپنڈی رجسٹری بذریعہ نمبری ۶/۴۰/۱۵۳۱۰ مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۶۷ء